"پاکستان میں اسلامی بینکاری کا آغاز وارتقاء"

THE EMERGENCE AND EVOLUTION OF ISLAMIC BANKING IN PAKISTAN"

ڈاکٹر محمد اسحاق ①

عارف محمود مصطفائی ②

Abstract:

The title of my article is "The emergence and evolution of Islamic Banking in Pakistan."In this article, the emergence of Islamic banking along with its evolutionary stages, the need and importance of Islamic banking, the system of Islamic banking in the present era and whatever development has been made for Islamic banking in Pakistan since 14 August 1947, is assessed. In addition, a brief assessment is presented about the presentposition of Islamic banking in Pakistan along with the coming issues facing it.

The efforts of Islamic scholars and experts of Islamic economis are also mentioned in this article, who sincerely performed their duties in producing such a system of banking, which is devoid of interest. They did it not only for Millat-e-Muhammadi (PBUH) but also for entire humanity. Finally, the struggle set in bringing the economic and financial organizaions of Pakistan under the Islamic laws, is also described in this article.

Keywords: *Sharia Board, Riba (interest), Regulatory organization, Islamic banking & Islamic economis.*

ابتدائیہ:

روزِ اول سے بنی نوع نے اپنی معاشی زندگی بہتر بنانے کے لیے بے شمار جدوجہد کی جس میں معیشت، مالیاتی واقتصادی نظام کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ انفرادی واجتماعی، قومی یا پھر بین الاقوامی سطح پر کوئی بھی شخص اگر لین دین کرنا چاہے تو اس کے لیے بینک سے تعلق قائم کرنا لازم و ملزوم ہے یہی وجہ ہے کہ بینک کا عمل دخل ہماری زندگی میں اس قدر بڑھ چکا ہے کہ اب اسے نظر انداز کرنا آسان نہیں۔

بلاشبہ روایتی بینکوں کا مکمل نظام سود پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے روایتی بینکوں کے نظام کو خلاف شرع قرار دیا ہے۔ سود انسان میں خودغرضی، تنگ دلی اور اخلاق رذیلہ کی پرورش کرتا ہے اور غریب عوام کے استحصال کا بہت بڑا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث

① ٹیچنگ اسوسی ایٹ، شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامی، جامعہ کراچی

② ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن وسنہ، کلیہ معارف اسلامی، جامعہ کراچی

میں سُود کے لیے جتنے سخت الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ کسی اور گناہ کے لیے استعمال نہیں ہوئے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ ۱؎

"اور اللہ نے حلال کیا سودا (تجارت) اور حرام کیا سود۔"

سود کے متعلق اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○

۲؎

"اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کرلو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصلی رقم لینے کا حق ہے، نہ تم کسی کے ساتھ زیادتی کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔"

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

لعن رسول الله آكل الربا و موكله و شاهديه و كاتبه و قال هم سواء ۳؎

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، دینے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ یہ سارے لوگ گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔"

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

الربو سبعون جزء ايسرها ان ينكح الرجل امه ۴؎

"سود کے ستر درجے ہیں، سب سے ادنیٰ درجے کا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے۔"

مندرجہ بالا قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ سے ثابت ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے سود کے لیے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہ کسی دوسرے گناہ کے لیے استعمال نہیں کیے۔ مگر سودی نظام بینکاری دنیا میں اس طرح پھیلا ہوا ہے کہ کوئی بھی شخص انفرادی و اجتماعی، قومی یا پھر بین الاقوامی سطح پر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہے تو اس کے پاس ان سودی اداروں کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں بچتا۔ ان حالات میں علماء کرام اور معاشیاتِ اسلامی کے ماہرین کا فرض بنتا تھا کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسا نظام متعارف کرائیں جو اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہو۔

الحمد اللہ ہمارے علماء کرام اور معاشیاتِ اسلامی کے ماہرین نے خلوص نیت کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا اور خلقت کے لیے ایک ایسا نظام متعارف کرایا جس میں سود کا عنصر نہیں۔ اس نظام کو عصر حاضر میں اسلامی بینکاری / بلا سود بینکاری یا غیر سودی بینکاری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسلامی بینکاری نظام کے ظہور اور اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ہمیں پہلے روایتی (سودی) بینکاری نظام اور اس کے تاریخی ارتقاء کا جائزہ لینا ہوگا کیونکہ اسی کے تناظر میں اسلامی بینکاری کی حقیقت، اہمیت اور اس کے ارتقائی مراحل کا جائزہ لینا آسان ہوگا۔ ذیل میں ہم پہلے اختصار کے

ساتھ روایتی بینک کی تعریف اور اس کے ارتقائی مراحل کا جائزہ پیش کرتے ہوئے اسلامی بینکاری کی تعریف اور پاکستان میں اس کے ارتقائی مراحل کا تفصیلی جائزہ پیش کریں گے۔

روایتی بینکاری نظام کا تعارف

بینک ایک ایسے ادارہ کا نام ہے جو لوگوں کی رقوم اپنے پاس جمع کرنے کے بعد سرمایہ کاری کر کے خود بھی نفع کماتا ہے اور ان کو بھی منافع دیتا ہے جن کی رقوم بینک نے اپنے پاس جمع کی تھیں۔ بچت کرنے والوں یا سرمایہ کاری کرنے والوں کی رقوم اپنے پاس جمع کرنا، ضرورت مندوں یا کاروباری لوگوں کو قرض دینا، نوٹ جاری کرنا، زیور، قیمتی اشیاء، ضروری کاغذات، مالی معاملات میں حکومت کو مشورے دینا وغیرہ وغیرہ کا کام بینک ہی انجام دیتا ہے۔ بہر حال بینک کی تعریف لغت اور ماہرین معیشت کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

جامع فیروز اللغات اردو میں بینک کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

> ''بینک ایسا معاشی ادارہ ہوتا ہے جو لوگوں کی رقم محفوظ رکھنے کے لیے جمع کرتا ہے اور اس رقم کو قرض دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ لوگوں سے رقم لے کر ان کو کم شرح سود ادا کرتا ہے اور لوگوں کو رقم دے کر ان سے زیادہ شرح سود وصول کرتا ہے۔ شرح سود کا یہ فرق ہی بینک کا منافع ہوتا ہے۔ بینک کے پیشہ کو بینکاری کہتے ہیں۔'' ۵

Dr. Herbert L. Hart کے مطابق:

> *A banker is one who in the ordinary course of business honors cheques drawn upon him by persons for whom he receives money on current account."* ۶

> ''بینکار وہ شخص ہے جو عام کاروباری عمل میں ان لوگوں کے چیک قبول کرے جن کی رقومات اس نے کرنٹ اکاؤنٹ کے طور پر وصول کی ہوں۔''

معروف ماہر معاشیات ڈاکٹر محمود احمد غازی بینک کی تعریف کرتے ہیں:

> ''بینک وہ ادارہ ہے جو قرضوں اور قابل بیع و شراء دستاویزات کا کاروبار کرتا ہے۔ اب چونکہ بینک کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ قرضوں کا کاروبار کرتا ہے، قرضوں میں تجارت کرتا ہے۔ اس لیے وہ اثاثوں کی تجارت نہیں کرسکتا۔'' ۷

مولانا مشتاق احمد کریمی بینک کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''لفظ بینک اٹلی زبان کے لفظ (Banco) سے ماخوذ ہے، جس کا معنی اٹلی زبان میں ڈسک (Desk) یا میبل کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں روپے کے اس طرح کے کاروبار کرنے والے ڈسک یا میبل لگا کر بیٹھتے تھے، اس لئے اس کا نام بینک مشہور ہوگیا۔

> کاروباری اصطلاح میں ''بینک'' ایک ایسے تجارتی ادارہ کا نام ہے جو لوگوں کی رقمیں اپنے پاس جمع کر کے تاجروں، صنعتکاروں اور دیگر ضرورت مند افراد کو قرض فراہم کرتا ہے۔ آج کل روایتی بینک ان قرضوں پر سود وصول کرتے ہیں اور اپنے امانت داروں کو کم شرح پر سود دیتے ہیں اور سود کا درمیانی فرق بینک کا نفع ہوتا ہے۔'' ۸؎

مندرجہ بالا تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ بینک ایک ایسا ادارہ ہے جو قرض کی بنیاد پر لوگوں سے رقم جمع کر کے دوسرے لوگوں کو سود پر قرض فراہم کرتا ہے۔ سود سے حاصل ہونے والا منافع بینک اور ان لوگوں کے درمیان تقسیم ہوجاتا ہے جنھوں نے اپنی رقوم بینک میں جمع کرائی تھیں۔ بینک کی تعریفات جاننے کے بعد سودی بینکاری نظام کے تاریخی پس منظر کو جاننا نہایت ضروری ہے کہ روایتی بینکاری کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

روایتی بینکاری نظام کا آغاز وارتقاء

بینکاری نظام کی ابتداء اس وقت ہوئی جب نوٹ (زر) کا آغاز ہوا۔ بینکاری نظام سے مراد ایک ایسا نظام ہے جس کا تعلق ''زر'' سے ہے۔ بینکوں کی تاریخ کچھ زیادہ قدیم نہیں، خود مغربی دنیا میں بینکاری نظام کا ارتقاء گزشتہ دو اڑھائی صدیوں پر مشتمل ہے۔ بینکاری نظام میں استعمال ہونے والا لفظ ''بینک'' کا استعمال سولہویں صدی عیسوی میں اٹلی میں ہوا۔ جیسے جیسے بین الاقوامی تجارت بڑھی اسی رفتار سے یہ ادارہ بڑھتا اور پھیلتا چلا گیا البتہ بیسویں صدی کو بینکاری نظام کی توسیع وترقی کا دور کہا جاسکتا ہے۔ بینکاری نظام کی تاریخ کے بارے میں مفتی محمد تقی عثمانی تحریر فرماتے ہیں:

> ''ابتداءً لوگوں میں سامان کے بدلے سامان کی بیع کا طریقہ رائج تھا، مگر بعد میں بعض اہم اشیاء کو ہی ثمن قرار دیدیا گیا، مثلاً گندم، جو، چمڑا وغیرہ۔ اس کے بعد سونے اور چاندی کو ثمن قرار دیا گیا۔ اس لئے کہ یہ عالمی طور قابل قبول تھے اور ان کا نقل وحمل بھی آسان تھا۔ اس کے بعد سونے اور چاندی کے سکے ڈھالے جانے لگے۔ پھر ایک ایسا دور آیا کہ سونے چاندی کے سکے صرّافوں کے پاس امانت رکھوادیتے تھے اور صرّاف اس کے وثیقے کے طور پر رسید لکھ دیتے تھے، بوقت ضرورت رسید دکھا کر صرّاف سے اپنا سونا واپس لیا جاتا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ لوگوں نے صرّافوں کی دی ہوئی رسیدوں سے اشیاء خریدنی شروع کردیں، اس طرح رسیدوں سے لین دین شروع ہوگیا، اور صرّافوں سے سونا واپس لینے کی نوبت کم آنے لگی۔ جب صرّافوں نے دیکھا کہ لوگ عموماً سونا واپس لینے نہیں آتے تو انہوں نے لوگوں کا رکھا ہوا سونا دوسروں کو قرض دینا شروع کردیا۔ اس طرح نوٹ اور بینکنگ کا آغاز ہوا۔'' ۹؎

اس سے واضح ہوتا ہے کہ بینکاری نظام کا آغاز کاغذ کے نوٹ آنے کے بعد ہوا۔ زمانہ قدیم میں خرید وفروخت کے لئے پہلے سامان کے بدلے سامان، اس کے بعد گندم، جو، چمڑا وغیرہ کو بطور ثمن استعمال کیا جانے لگا، پھر سونے اور چاندی کو ثمن قرار دیا گیا اور آہستہ آہستہ ان کی جگہ رسیدیں منتقل ہونے لگیں۔ بینکاری نظام کے بعد نوٹ اسی رسید کی ترقی یافتہ صورت بنی اور موجودہ زمانہ میں بینک نوٹ، چیک اور ڈرافٹ وغیرہ

استعمال کیے جانے لگے۔

اسلامی بینکاری نظام کا تعارف

بلاشبہ پورا کا پورا روایتی بینکاری نظام سود پر مبنی ہے، اسی وجہ سے علماء کرام نے روایتی بینکوں کے نظام کو خلاف شرع قرار دینے کے ساتھ اس کا متبادل نظام (اسلامی بینکاری) پیش کیا ہے۔ اسلامی بینکاری نظام ایک ایسا نظام ہے جو اپنی روح کے ساتھ شرعی اصولوں کے مطابق ہے۔ اسلامی بینکاری نظام قرآن و حدیث سے رہنمائی حاصل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی بینکاری میں نفع کے ساتھ نقصان کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی بینکاری غیر اسلامی لین دین کے علاوہ غیر اخلاقی اور غیر سماجی طریقوں سے بچنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسلامی معاشیات کے ماہرین اسلامی بینکاری کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

جامع فیروز اللغات اردو میں اسلامی بینکاری کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

> ''اسلامی بنکاری ایک ایسا نظام ہے جس میں تمام اُمور شریعت کے مطابق انجام پذیر ہوں۔ اسلامی بنکاری نظام میں بنک میں امانت رکھنے یا قرض لینے کی صورت میں جو منافع کا لین دین ہوتا ہے اسے ربا اور سود سمجھا جاتا ہے، معاشی سرگرمی کا اکثر حصہ مشارکت اور مضاربت کے اصول کے تحت انجام پاتا ہے، اور مرابحہ کو بدرجہ مجبوری اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ دور کے اکثر اسلامی بنکوں میں مرابحہ کا نظام زیادہ رائج ہوا ہے۔'' ۱۰

ڈاکٹر رفیق یونس مصری اسلامی بینکاری پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''بینک فقط حرام امور کے عدم ارتکاب سے مکمل اسلامی نہیں بن جاتا بلکہ اس کے مکمل اسلامی بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے معاملات اپنی شرائط، ارکان اور اختیارات کے لحاظ سے بھی شریعت کے احکام کے موافق ہوں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی بینک وہ نہیں ہے جو صرف سود اور حرام امور سے اجتناب کرے بلکہ اسلامی بینک وہ ہے جو ممنوعہ امور کے ساتھ شرعی احکام کی بھی پابندی کرے۔'' ۱۱

ڈاکٹر محمود احمد غازی اسلامی بینک کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> ''اسلامی بینک سے مراد وہ ادارہ ہے جو دور جدید کے جائز مالی اور مصرفی معاملات کو حدود شریعت کے اندر رہتے ہوئے انجام دیتا ہو۔ حلال و حرام کے قواعد کا پابند ہو۔ ناجائز اور حرام تجارت مثلاً ربا، غرر اور قمار وغیرہ سے اجتناب کرتا ہو۔'' ۱۲

مندرجہ بالا تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی بینکاری نظام کا صرف سود سے پاک ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اسلامی بینکاری نظام کے تمام معاملات میں شریعت کے احکامات کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے۔ بے شک سود قطعی طور پر حرام ہے چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو اسی لیے عالم اسلام اور دنیا کے مختلف مسلم ممالک کے علماء کرام نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ بینک کا سود بھی قطعی طور پر حرام ہے جس کی وجہ سے سودی بینکاری

نظام کا متبادل پیش کرنا بہت بڑا چیلنج تھا۔ علماء کرام اور اسلامی ماہرینِ معیشت نے اس چیلنج کو قبول کیا اور غیر سودی بینکاری نظام پیش کیا، جس کا پہلا تجربہ مصر میں ۱۹۶۳ء میں میت غمر کے اسلامک بینک کے قیام کی صورت میں ہوا تھا۔ اس کے بعد سعودی عرب، کویت، دبئی، عمان، بحرین، ملائشیا، بنگلہ دیش وغیرہ میں بھی کاوشیں کی گئیں لیکن ان تمام کاوشوں سے قبل اسلامی بینکاری کے حوالے سے چند کاوشیں اور تجربے جنوبی ہند کی مسلم ریاست حیدرآباد میں بھی ہوئی تھی۔ حیدرآباد دکن کے اس تجربے کے بعد ۱۹۵۰ء، ۱۹۵۱ء میں اس طرح کی ایک ہلکی سی کاوش پاکستان میں بھی ہوئی جسے ہر اس شخص نے بھلا دیا جسے یاد رکھنا چاہیے تھا۔ ۱۲؎ ذیل میں صرف پاکستان میں ہونے والی اسلامی بینکاری کا پس منظر تفصیل سے پیش کیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا آغاز وارتقاء

قیامِ پاکستان کا مقصد صرف اور صرف ایک ایسی اسلامی ریاست قائم کرنا تھا جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جا سکے۔ پاکستان جہاں تقریباً ۱۸۰ ملین کی مسلم آبادی ہے، یہ ملک ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے عطا ہوا۔ پھر قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہی ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک کے سیاسی معاملات الجھنے لگے جس کی وجہ سے پاکستان کے نومولود مالیاتی واقتصادی نظام کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بینک دولتِ پاکستان (جس کا افتتاح قائداعظم محمد علی جناحؒ نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو کیا تھا) نے انتہائی مشکل حالات میں شب و روز محنت کے بعد پاکستان کی کمزور معیشت کو نہ صرف سنبھالا بلکہ آج اس مقام پر پہنچایا جو دورِ جدید میں نظامِ بینکاری کے تمام تقاضوں کو بخوبی پورا کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی پاکستان میں اسلامی بینکاری کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''پاکستان میں اسلامی بینکاری نظام کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی پاکستان کی تاریخ ہے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ ۱۹۳۶ء، ۱۹۳۷ء میں اپنی مراسلت میں اس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ نئی وجود میں آنے والی ریاست (پاکستان) کا معاشی نظام کیا ہونا چاہیے۔ قائداعظم کے حکم پر آل انڈیا مسلم لیگ نے ۴۴۔۱۹۴۳ء کے سالوں میں ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں معیشت کے ماہرین کے ساتھ علمائے کرام بھی شامل تھے۔ اس کمیٹی کی ذمہ داری یہ تھی کہ آئندہ قائم ہونے والی آزاد مسلم ریاست کے لیے تعلیم، معیشت اور اقتصاد، معاشرت اور سیاست کو اسلام کے مطابق تشکیل دیا جائے۔'' ۱۴؎

اس کے علاوہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی اس تقریر کا بھی ذکر کیا جس میں انھوں نے مغربی سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونسٹ نظام دونوں کی خرابیوں کی نشاندہی کی اور یہ ہدایت بھی کی تھی کہ بینک دولتِ پاکستان اسلامی خطوط کے مطابق ایک نئے معاشی نظام کا ڈھانچہ تیار کرے جس پر پاکستان کا نظام استوار کیا جائے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کا خطاب

یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو بینک دولتِ پاکستان کی افتتاحی تقریب میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ارشاد فرمایا!

''میں آپ کے تحقیقی ادارے کی اُس کارکردگی کا دلچسپی سے جائزہ لوں گا جو صنعتِ بینکاری کو اسلام کے سماجی اور معاشی تصورات سے ہم آہنگ کرنے کیلئے کی جارہی ہے۔ مغربی معاشی نظام نے انسانیت کیلئے تقریباً لاینحل مسائل کھڑے کردیئے ہیں اور ہم جیسے بہت سے لوگوں کو یہ نظر آتا ہے کہ کوئی معجزہ ہی دُنیا کو ہلاکت سے بچاسکتا ہے جس سے آج یہ دوچار ہے۔ یہ نظام افراد کے مابین عدل قائم کرنے اور بین الاقوامی رقابتوں کا خاتمہ کرنے میں ناکام رہا ہے اس کے علی الرغم یہ نظام گزشتہ نصف صدی کے دوران دو عالمی جنگوں کا بھی بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔ باوجود میکانگی اور صنعتی فوقیت کے، مغربی دُنیا آج ایسے بدترین بحران سے دوچار ہے جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ لہٰذا مغربی نظریات اپنانے اور اُن پر عمل پیرا ہونے سے خوشحال و آسودہ افراد کی تعمیر کا ہدف پورا نہ ہوسکے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے مستقبل کی تعمیر اپنے ہی انداز میں کریں اور دُنیا کے سامنے ایک خالص اسلامی نظریات پر مبنی انسانی مساوات و معاشی انصاف کا ضامن نظام پیش کریں۔ اس طرح ہم بحیثیت مسلمان اپنے مشن کی تکمیل اور انسانیت کے سامنے امن و آشتی کا پیغام پیش کرسکیں گے کیونکہ صرف یہی پیغام انسانیت کی فلاح و بہبود اور ترقی کا ضامن ہے اور اس کا تحفظ کرسکتا ہے۔'' ۱۵؎

یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو بینک دولتِ پاکستان کی افتتاحی تقریب میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے یہ بھی فرمایا تھا:

''دنیا کے دو بڑے معاشی نظاموں نے دنیا کو مسائل اور مشکلات کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ آج ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیم کی روشنی میں ایک نیا متوازن اور معتدل نظام معیشت مرتب کریں تاکہ دنیا کو ان تمام مشکلات و مسائل سے نجات دلائی جاسکے جو ان دو معاشی نظاموں نے دنیا کو دیے ہیں۔'' ۱۶؎

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے اس خطاب کو بیان کرنے کے بعد ڈاکٹر محمود احمد غازی اپنی کتاب ''محاضرات معیشت و تجارت'' میں مزید بتاتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان نے ۱۹۴۹ء میں اس ضرورت کا احساس کیا کہ پاکستان کی معیشت سے سود کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے بعد جب پاکستان میں دستور سازی کا عمل شروع ہوا، ۱۹۵۲ء میں ملک کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین مرحوم نے اپنا مسودہ دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا، ۱۹۵۴ء میں چوہدری محمد علی بوگرہ مرحوم کا مسودہ سامنے آیا (جو موجودہ دور میں پاکستان کے لیے بہترین آئینی مسودہ تھا۔ اس کو ایک سازش کے تحت غلام محمد نے ناکام بنایا۔ اسمبلی عین وقت پر توڑ دی اور تیار شدہ دستور نافذ العمل نہیں ہوسکا) پھر ۱۹۵۶ء کے دستور میں، پھر ۱۹۶۲ء کے بڑی حد تک سیکولر دستور میں فیلڈ مارشل ایوب خان نے یہ بات لکھی۔ ان سب دساتیر میں لکھا ہوا ہے کہ پاکستان کی معیشت سے سود کا خاتمہ کیا جائے گا۔ ۱۹۷۳ء کے متفقہ دستور میں بھی یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ربا کو جتنی جلدی ممکن ہو ملکی معیشت سے ختم کیا جائے۔ ۱۷؎

اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام، مقاصد اور سفارشات

پاکستان کی معیشت سے سود کو ختم کرنے کے لئے بے شمار آرٹیکل، دستور اور بل بنائے گئے مگر کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام پہلی بار ۱۹۶۲ء میں عمل میں آیا۔ اس کی تشکیل کے مقاصد میں منجملہ دیگر امور کے ایسے اقدامات کی بابت سفارشات پیش کرنا شامل ہے جو مسلمانوں کو ان کی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے قابل بنا سکیں۔ سود کے مسئلہ میں کونسل نے ۶۶۔۱۹۶۴ء کے دوران ہی اس رائے کا اظہار کر دیا تھا کہ یہ حرام ہے اور موجودہ بینکاری نظام بلاشبہ سود پر مبنی ہے۔ اس سلسلے میں کونسل نے ۳، دسمبر ۱۹۶۹ء کو ہونے والے اپنے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں صاف طور پر کہا گیا تھا کہ:

''موجودہ بینکاری نظام کے تحت افراد، اداروں اور حکومتوں کے درمیان کاروباری لین دین اور قرضہ جات یعنی اصل رقم پر جو بڑھوتری لی یا دی جاتی ہے وہ سود میں داخل ہے۔''

یہ معاملہ ۱۹۷۰ء کے دوران منعقد ہونے والے اجلاسوں میں بھی کونسل کے پیش نظر رہا، اس کے مختلف پہلوؤں پر طویل غور و خوض کے بعد اسلامی معاشرتی نظام پر ایک جامع لائحہ عمل (Blue-Print) منظور کر کے ۱۹۷۱ء میں حکومت کو بھیجا گیا۔ لیکن نظام معیشت سے سود کے استیصال کے لئے کوئی قانون سازی نہیں کی گئی جیسا کہ آئین کا تقاضا تھا۔ ۱۸؎

ماہرین معاشیات و بینکاری کے پینل کی تشکیل

جولائی ۱۹۷۷ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے بطور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر عنان اقتدار سنبھالنے کے بعد ۲۹ ستمبر ۱۹۷۷ء کو اسلامی نظریاتی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کونسل کے اراکین سود کے مسئلہ پر اچھی طرح غور و فکر کر کے اپنی تفصیلی رپورٹ جلد از جلد حکومت کو پیش کریں تاکہ اس رپورٹ کی روشنی میں کچھ نئے مثبت اقدامات کئے جائیں اور قوم کو سود کی لعنت سے چھٹکارا مل سکے۔ کونسل نے ڈاکٹر احسان رشید (کراچی یونیورسٹی) کی سربراہی میں ماہرین معاشیات و بینکاری کا ۱۴ ممبران پر مشتمل ایک پینل قائم کیا۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر رفیق احمد (پرو وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی) ۸۔ پروفیسر شکر اللہ خاں (صدر شعبہ معاشیات، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ)
۲۔ شیخ محمود احمد (لاہور) ۹۔ ڈاکٹر اے ایچ صدیقی (ڈائریکٹر آف اسٹڈیز، ایڈمنسٹریٹو اسٹاف کالج، لاہور)
۳۔ مسٹر عبد الجبار خان (پریزیڈنٹ، حبیب بینک لمیٹڈ، کراچی) ۱۰۔ مسٹر خادم حسین صدیقی (ممبر پاکستان بنکنگ کونسل، کراچی)
۴۔ ڈاکٹر نور الاسلام میاں (ڈائریکٹر، انسٹی ٹیوٹ آف اکنامک اسٹڈیز، پشاور یونیورسٹی) ۱۱۔ مسٹر اے کے سومار (کراچی)
۵۔ ڈاکٹر سید نواب حیدر نقوی (ڈائریکٹر، پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس) ۱۲۔ مسٹر عبد الواسع (بنک آف کریڈٹ اینڈ کامرس، کراچی)

۶۔ ڈاکٹر میاں نذیر (پروفیسر معاشیات، پشاور یونیورسٹی)
۱۳۔ ڈاکٹر ایس ایم حسن الزماں (چیف اسلامی معاشیات ڈویژن، اسٹیٹ بینک آف پاکستان)

۷۔ مسٹر ذی ایم قریشی (مینجنگ ڈائریکٹر، بینکرز ایکویٹی لمیٹڈ، کراچی)
۱۴۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد (ڈپٹی گورنر، اسٹیٹ بینک آف پاکستان) ۱۹۔

اسلامی نظریاتی کونسل اور خاتمہ سود کی حتمی رپورٹ

اسلامی نظریاتی کونسل نے اوائل پینل کی مرتب کردہ عبوری رپورٹ بابت ۱۹۷۸ء جنرل ضیاء الحق (صدر پاکستان) کی خدمت میں پیش کی۔ اس رپورٹ کی روشنی میں صدر پاکستان نے خاتمہ سود کے بارے میں ۱۹۷۹ء میں بعض عبوری اقدامات کئے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ (۱۰ فروری ۱۹۷۹ء) کے صدارتی حکم کے مطابق ملکی معیشت سے سود کے مکمل استیصال کے لئے تین سال مدت مقرر کی گئی۔

۱۵ جون ۱۹۸۰ء کو جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن (چیئرمین) کی قیادت میں کونسل نے خاتمہ سود کی حتمی رپورٹ منظور کی۔ اس وقت کونسل کے ممبران میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

۱۔ مولانا ظفر احمد انصاری (کراچی)
۲۔ مسٹر خالد ایم اسحاق (ایڈووکیٹ، کراچی)
۳۔ مفتی سیاح الدین کاکاخیل (پشاور)
۴۔ خواجہ قمر الدین سیالوی (سیال شریف، سرگودھا)
۵۔ مفتی محمد تقی عثمانی (کراچی)
۶۔ مولانا محمد حنیف ندوی (لاہور)
۷۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد (کراچی)
۸۔ علامہ سید رضی مجتہد (کراچی)
۹۔ مولانا شمس الحق افغانی
۱۰۔ ڈاکٹر بیگم خاور خاں چشتی
۱۱۔ مسٹر فضل الرحمان (سیکریٹری، وزارت مذہبی امور) ۲۰۔

اسلامی نظریاتی کونسل کو خراج تحسین اور خاتمہ سود رپورٹ تاریخی دستاویز قرار

اسلامی نظریاتی کونسل کی حتمی رپورٹ ۲۵ جون ۱۹۸۰ء کو صدر پاکستان کو پیش کر دی گئی اس میں ایسا فریم ورک دیا گیا تھا جس پر عمل پیرا ہو کر حکومت فروری ۱۹۸۲ء تک ملکی معیشت سے سود کا مکمل خاتمہ کر سکے۔ اس رپورٹ کو "اسلام کے معاشی نظام" پر ۸ تا ۱۱ مارچ ۱۹۸۱ء اسلام آباد میں منعقد ہونے والے بین الاقوامی سیمنار میں زیر غور لایا گیا۔ سیمنار نے اپنے اعلامیہ میں سود سے متعلق رپورٹ پر کونسل کو خراج تحسین پیش کیا۔

سیمنار میں حکومت پاکستان اور اسلامی نظریاتی کونسل کی ان کوششوں اور جانفشانیوں پر جو انہوں نے استیصال سود کے ذرائع و وسائل دریافت کرنے کے سلسلہ میں کی ہیں، سراہا اور خاتمہ سود سے متعلق کونسل کی رپورٹ کو ایک تاریخی دستاویز اور نظام بینکاری کے میدان میں اولین کوشش قرار دیا۔ ۲۱۔

اسلامی بینکاری نظام کا نفاذ بحکم حکومت پاکستان اور بینک دولت پاکستان

بالآخر ۱۹۸۴ء میں ملک کے وزیر خزانہ غلام اسحاق خان نے قومی بجٹ کے موقع پر اعلان کیا کہ ۱۹۸۵ء میں ملک سود سے پاک ہو جائے گا اور یکم جولائی ۱۹۸۵ء کے بعد کوئی بینک سود کی بنیاد پر لین دین نہیں کرے گا۔ ۲۲۔ ۲۰ جون ۱۹۸۴ء کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان

نے بھی اپنا مشہور سرکلر نمبر ۱۳ جاری کیا جس میں ملک کے تمام بینکوں سے کہا گیا کہ وہ یکم جولائی ۱۹۸۵ء سے مکمل طور پر بلاسودی نظام اپنالیں۔ اس سرکلر میں اسلامی سرمایہ کاری اور کاروبار کے بارہ طریقے (موڈز آف فائنانسنگ) بھی طے کیے گئے جن کی پابندی بینکوں کو کرنا لازمی قرار پایا۔ ۲۳۔

مگر افسوس حکومتِ پاکستان اور بینک دولتِ پاکستان نے اسلامی بینکاری نظام کے نفاذ کا حکم تو صادر فرمادیا لیکن جب ان احکامات پر عملدرآمد کروانے کا وقت آیا تو اس میں کئی طرح سے غفلت برتی گئی۔ اسلامی بینکاری نظام کے نام پر محض دھوکا دیا گیا، حکومت اور بینک دولتِ پاکستان نے اس نظام کی جانچ پڑتال کا کوئی نظام نہیں بنایا اور نہ ہی خلاف ورزی کرنے والوں پر کسی قسم کی کوئی قانونی گرفت کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تیئس چوبیس سالوں پر محیط کی جانے والی جدوجہد کو محض حیلہ سازی کے ذریعے پانی میں بہادیا گیا۔

اسلامی بینکاری نظام میں تحریفات اور علماء کرام کا احتجاج

اسلامی بینکاری نظام کے نفاذ کے لئے حکومتِ پاکستان اور بینک دولتِ پاکستان نے جو حکم نامہ جاری کیا اور عملی جامہ پہنانے کے لیے جو پیش رفت کیں وہ محض اتنی تھی کہ طرح طرح کی تحریفات کر کے اس کا حلیہ بگاڑ ڈالا، مارک اپ کے نام پر سود کو ایک نئی شناخت دے دی گئی۔ اصل میں اس وقت لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ کیا تبدیلی آئی ہے۔ اس وقت تمام بینکوں میں بس یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ہم پی ایل ایس اکاؤنٹ یعنی نفع و نقصان میں شرکت والا کھاتہ کھولیں گے۔

مفتی محمد تقی عثمانی نے جب جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے بالکل خلاف ہے۔ مفتی صاحب نے آواز اٹھائی اور اس کے خلاف اخبارات میں مضمون لکھے جس میں ان غلطیوں کی نشاندہی کی گئی۔ جب یہ احتجاج آگے بڑھا تو ایک مرحلے پر حکومت سے گفتگو بھی ہوئی۔ حکومت نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی اور مفتی صاحب کو کہا کہ آپ ترمیمات تجویز کریں تو اس نظام کو صحیح راستے پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔

اس حوالے سے دارالعلوم کراچی میں ایک مجلس "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ" منعقد کی گئی۔ جس میں مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی رشید احمدؒ، مفتی عبدالشکور ترمذیؒ، مفتی محمد وجیہ، مولانا سحبان محمودؒ اور خیر المدارس سے مولانا انور شامل تھے۔ اس مجلس کے انعقاد کا مقصد ایسی تجاویز طے کرنا تھا جن کی رو سے یہ معاملہ جو غلط رُخ پر پڑ گیا ہے اس کو صحیح رُخ پر لانا تھا۔ اس مجلس میں ایک متفقہ رپورٹ تیار ہوئی۔ اس میں ان طریقوں کی نشان دہی کی گئی جو جائز ہو سکتے تھے۔ بہرکیف اس مجلس جو تجاویز مرتب کیں وہ مفتی رشید احمدؒ نے احسن الفتاوی، ساتویں جلد میں بھی شائع کی ہیں۔ لیکن افسوس حکومتی سطح پر جو بینک تھے اسی سابقہ ڈگر پر چلتے رہے۔ ان کے اندر کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ ۲۴۔

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ احسن الفتاوی میں حکومتی تحریفات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> "۱۶، اپریل ۱۹۸۰ء کو "اسلامی مشاورتی کونسل" حکومتِ پاکستان نے بینک کی اصلاح کے سلسلہ میں چند سوالات بھیجے، میں نے ۲، رجب ۱۴۰۰ھ کو جوابات لکھے، مگر اسلامی مشاورتی کونسل کی کوشش کے باوجود بینک نے اسلامی نظام کو قبول نہ کیا۔

شعبان، ۱۴۰۲ھ کو بینک کی اصلاح کے لئے "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ" کا اجلاس ہوا، اس میں پاکستان بینکنگ کونسل کے دو ممبروں کو بھی شریک کیا گیا تھا، تجاویز کی تحریر میں ان کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھی گئی، یہ بعض امور پر محض اس لئے مصر رہے کہ بینک کو زیادہ سے زیادہ نفع ہو، علماء نے محض ان کی رعایت سے ان کی بعض نامناسب تجاویز کو بھی قبول کرلیا، اس کے باوجود اب تک بینک سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کا کہیں دور دور بھی کوئی رجحان نظر نہیں آتا، اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے۔" ۲۵۔

بہر حال اسلامی بینکاری نظام کا آغاز جس اخلاص، محنت اور جوش وجذبے سے ہوا تھا اس میں طرح طرح کی تحریفات کر کے اس کا حلیہ بگاڑ ڈالا۔ کوئی بھی بینک اسلامی بینکاری نظام پر چلنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہی نہ تھا اور نہ ہی اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اسلامی بینکاری احکامات پر عمل کرایا اور نہ ہی خلاف ورزی کرنے پر کسی کی گرفت کی۔ اسی لیے اہل علم حضرات، علمائے کرام اور اسلامی ماہرین معیشت نے اس تمام عمل کے خلاف نہ صرف احتجاج کیا بلکہ اس کو اسلام کے نام پر شرمناک فریب قرار دیا۔

اسلامی بینکاری نظام میں تحریفات کی وجہ سے علماء کرام کا حکومت سے احتجاج چل ہی رہا تھا کہ اسی دوران یہ آواز اٹھی کہ اگر حکومتی سطح پر ادارے قائم نہیں ہو رہے تو کم از کم نجی اور پرائیویٹ سیکٹر میں اور غیر سرکاری سطح پر کچھ ادارے قائم کیے جائیں۔ پھر پاکستان میں ایسے بینکوں کا قیام شروع ہوا۔ شروع میں فیصل بینک کے نام سے بینک تھا جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ اسلامی طریقے سے کام کرے گا۔ مفتی محمد تقی عثمانی نے بہت مدت تک اس کے ساتھ کام کیا لیکن اس میں بھی انہیں کامیابی حاصل نہ ہوسکی اور بالآخر آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ لیکن بعد میں کچھ ادارے وجود میں آئے جنہوں نے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی تجاویز کو مانا اور اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ ان تجاویز پر عمل یقینی بنایا جائے گا۔ اس کے بعد چند بینک پاکستان میں قائم ہوئے۔ ۲۶۔

بینک دولتِ پاکستان میں موجود شعبہ اسلامی بینکاری

جس طرح روایتی بینکاری نظام میں سودی بینکوں کی دیکھ بھال مرکزی بینک کی ذمہ داری ہے اسی طرح اسلامی طرز پر بینک کا قیام، اس کی دیکھ بھال بھی مرکزی بینک ہی کرتا ہے۔ بینک دولتِ پاکستان میں اسلامی بینکاری نظام کی راہنمائی کے لیے ایک علیحدہ شعبہ اسلامی بینکاری موجود ہے جو قرآن وحدیث کے احکامات سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ یہ شعبہ ان چند ریگولیٹری اداروں میں سے ہے جنہوں نے اسلامی بینکاری نظام کے لئے جامع قانون سازی اور شریعت سے ہم آہنگ فریم ورک متعارف کرایا ہے۔ اسلامی بینکاری اداروں کی تمام مصنوعات کے لیے لازم ہے کہ ان کی منظوری اسلامی بینکاری ادارے کا شریعہ بورڈ دے ایسے شریعہ بورڈ کے لیے اسٹیٹ بینک کے فٹ اینڈ پراپر ٹیسٹ کی منظوری درکار ہوتی ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ڈپٹی گورنر قاضی عبدالمقتدر فرماتے ہیں:

"اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری اداروں میں شریعہ گورننس کو مزید مضبوط بنانے کے لیے ایک جامع شریعہ گورننس فریم ورک تیار کیا ہے۔ شریعت سے ہم آہنگی کو یقینی بنانے کے لیے فریم ورک میں اسلامی بینکاری اداروں بشمول بورڈ آف ڈائریکٹرز، شریعہ ایڈوائزر/کمیٹیز، ایگزیکٹو مینجمنٹ اور مختلف شعبوں کے

کردار اور ذمہ داریوں کا واضح تعین کیا گیا ہے۔" ۲۷۔

اسلامی بینکاری کو فروغ دینے اور اسلامی بینکوں کے لین دین کو اسلامی اصولوں کے مطابق رواج دینے کیلئے بینک دولت پاکستان نے ۲۰۰۳ء میں ایک اعلیٰ طاقتور شرعی بورڈ تشکیل دیا ہے جو شرعی معاملات میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کو مشاورت فراہم کرتا ہے۔

شرعی بورڈ کے اراکین

بینک دولتِ پاکستان کے خصوصی شرعی بورڈ میں کل چھ ارکان شامل ہیں جس میں تین شرعی علماء، ایک وکیل، ایک اکاؤنٹنٹ اور ایک بینکر شامل ہیں۔ بینک دولتِ پاکستان کے شعبہ اسلامی بینکاری کے آغاز سے، جن اراکین نے شرعی بورڈ پر کام کیا ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

مدت	چیئرمین شریعہ اسکالر	شریعہ اسکالرز	اکاؤنٹنٹ	وکیل	سابق آفس ممبر اسیکرٹری
۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۵ء	ڈاکٹر محمود غازی	ڈاکٹر عمران عثمانی	مسٹر ابراہیم سعادت	سید ریاض الحسن گیلانی	ڈائریکٹر شعبہ اسلامی بینکاری بینک دولت پاکستان
۲۰۰۶ء تا ۲۰۰۷ء	ڈاکٹر محمود غازی	ڈاکٹر عمران عثمانی	مسٹر ابراہیم سعادت	سید ریاض الحسن گیلانی	ڈائریکٹر شعبہ اسلامی بینکاری بینک دولت پاکستان
۲۰۰۸ء تا ۲۰۰۹ء	ڈاکٹر محمود غازی	ڈاکٹر عمران عثمانی	مسٹر ابراہیم سعادت	سید ریاض الحسن گیلانی	ڈائریکٹر شعبہ اسلامی بینکاری بینک دولت پاکستان
۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۱ء	۱۔ ڈاکٹر محمود غازی ۲۔ ڈاکٹر فدا محمد خان*	ڈاکٹر عمران عثمانی	مسٹر ابراہیم سعادت	سید ریاض الحسن گیلانی	ڈائریکٹر شعبہ اسلامی بینکاری بینک دولت پاکستان
۲۰۱۲ء تا ۲۰۱۳ء	ڈاکٹر فدا محمد خان	۱۔ مفتی محمد زبیر عثمانی ۲۔ ڈاکٹر محمد قسیم	مسٹر ابراہیم سعادت	جسٹس خلیل الرحمن	ڈائریکٹر شعبہ اسلامی بینکاری بینک دولت پاکستان
۲۰۱۴ء تا ۲۰۱۵ء	جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی	۱۔ مفتی محمد زبیر عثمانی ۲۔ ڈاکٹر محمد قسیم	مسٹر ابراہیم سعادت	جسٹس خلیل الرحمن	ڈائریکٹر شعبہ اسلامی بینکاری بینک دولت پاکستان

*اپریل ۲۰۱۱ء میں ڈاکٹر محمود غازی کے انتقال کے بعد ڈاکٹر فدا محمد خان کو ان کی جگہ مقرر کیا۔ ۲۸۔

بینک دولتِ پاکستان کا اسلامی بینکاری کے لائسنس کا اجراء اور نگرانی

جس طرح روایتی بینک کا قیام مرکزی بینک کی اجازت سے عمل میں آتا ہے اور مرکزی بینک ہی اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اسی طرح اسلامی طرز پر قائم ہونے والے اسلامی بینک کے لائسنس کا اجراء اور اس کی دیکھ بھال بھی پاکستان کا مرکزی بینک "بینک دولتِ پاکستان" ہی کرتا

ہے۔ بینک دولتِ پاکستان نے اسلامی بینکاری کو شرعی اصولوں پر پابند کرنے کے لیے اپنے شرعی بورڈ کی مدد سے ایک جامع شریعہ گورننس فریم ورک تیار کر رکھا ہے، جس پر عمل کرنا تمام اسلامی بینکاری اداروں کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری کے لائسنس کے اجراء اور نگرانی کے حوالے سے مفتی تقی عثمانی تحریر فرماتے ہیں:

''جب اسلامی بینک قائم ہوتا ہے تو اسٹیٹ بینک آف پاکستان اُسے سودی بینکوں سے الگ لائسنس دیتا ہے، اور اس غرض کے لئے اسٹیٹ بینک آف پاکستان میں ایک الگ شعبہ قائم ہے جو صرف اسلامی بینکوں کے معاملات سے متعلق ہے، اُس کا ایک شریعہ بورڈ بھی ہے، اور اب اسٹیٹ بینک نے ملک میں چلنے والے تمام اسلامی بینکوں کو اس بات کا پابند بنا دیا ہے کہ وہ اپنے معاملات میں اُن ''معاییر شرعیہ'' کی پابندی کریں جو بحرین کی هيئة المحاسبة و المراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية کی مجلس شرعی نے تیار کئے ہیں۔ اسٹیٹ بینک ان اصولوں کے تحت اسلامی بینکوں کی نگرانی کرتا ہے، اس لئے وہ کوئی ایسا قاعدہ جاری نہیں کرتا جس کی وجہ سے اسلامی بینکوں کو کسی خلاف شرع معاملے پر مجبور ہونا پڑے۔ البتہ اس کے بیشتر قواعد انتظامی نوعیت کے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان اسلامی بینکوں کو کوئی ناجائز عقد کرنا نہیں پڑتا۔''

۲۹ے

اس کے علاوہ بینک دولتِ پاکستان اپنے ضوابطی فریم ورک کو بین الاقوامی ضوابطی معیارات اور عمدہ روایات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اسلامی بین الاقوامی اداروں کے معیارات (Standards) کی پیروی بھی کرتا ہے۔ جن میں انٹرنیشنل اسلامک فائنانشل سروسز بورڈ (آئی ایف ایس بی)، اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن فار اسلامک فائنانشل انسٹی ٹیوشنز (اے اے او آئی ایف آئی) اور انٹرنیشنل اسلامک فائنانشل مارکیٹ (آئی آئی ایف ایم) بھی شامل ہیں۔

پاکستان میں اسلامی بینکاری کے خلاف فتویٰ

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس دور میں ایک بڑا انقلاب اسلامی بینکاری نظام ہے۔ اسلامی بینکاری کو جس طرح دنیا بھر میں سراہا گیا اسی طرح اس نظامِ بینکاری پر بعض لوگوں نے کئی اعتراضات اٹھائے اور تنقید کی۔ اہلِ علم حضرات، علماء کرام و فقہائے عظام اور ماہرین معیشت نے اس قسم کے اعتراضات اور تنقیدوں کو ہمیشہ توجہ سے پڑھا اور سنا اور اگر کوئی بات قابلِ قبول نظر آئی تو اسے قبول کرنے سے کبھی دریغ بھی نہیں کیا۔

۲۸ اگست ۲۰۰۸ء کو پاکستان کے بعض علماء کرام نے پاکستان میں موجود اسلامی بینکاری کو مسترد کرنے کے ساتھ ساتھ اسے حرام قرار دیا اور اس کے خلاف فتویٰ جاری کیا جس سے پاکستان میں ہونے والی اسلامی بینکاری کو وقتی نقصان پہنچا، وہ فتویٰ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا سلیم اللہ خان'' کی زیرِ صدارت اور دوسرے مفتیانِ کرام کے دستخطوں سے شائع کیا گیا، جس میں کہا گیا تھا:

''اسلام کی طرف منسوب بینکاری نظام کو ہم خالص غیر اسلامی نظام سمجھتے ہیں، بلکہ بعض حیثیتوں سے اس

نظام کو روایتی بینکاری نظام سے زیادہ خطرناک اور ناجائز سمجھتے ہیں، اس نظام کو غیر اسلامی کہنے کی دو بنیادی وجوہ ہیں:

۱۔ مروجہ اسلامی بینک مجوزہ اسلامی طریقہ کار پر کاربند نہیں۔

۲۔ جو مجوزہ طریقہ کار برائے تمویل طے پایا تھا، وہ طریقہ بھی شرعی اعتبار سے کئی نقائص کا حامل ہے۔"

۳۰ـ

حقیقت تو یہ ہے کہ ہر زمانے میں نئے نئے مسائل سامنے آتے رہے ہیں جس کا حل علمائے کرام وفقہائے عظام قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرتے ہیں، جس کا ثبوت ہر زمانے میں موجود بڑی بڑی کتابیں اور فتاوی ہیں۔ اہل علم حضرات، علمائے کرام وفقہائے عظام میں اختلاف آراء کوئی نئی بات نہیں، بلکہ دلائل کے ساتھ اختلافات تو امت کے لئے باعث برکت ورحمت ہیں۔ بشرطیکہ اختلافات میں ادب واحترام کا خاص خیال رکھا جائے اور اس سلسلے میں ہمارے بزرگوں کے اختلافات کا طریقہ کار اور انداز یقیناً ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

اسلامی بینکاری کے خلاف فتویٰ اور اس کا فنی جائزہ

اسلامی بینکاری کے خلاف فتویٰ جاری کرنے کی حقیقت یہ تھی کہ بروز منگل ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ کو جامعہ فاروقیہ میں مولانا سلیم اللہ خانؒ نے مفتی محمد تقی عثمانی کو ایک تحریر پڑھ کر سنائی اور وعظ بھی فرمائی۔ اس کے بعد مفتی صاحب کو جواب کا موقع بھی نہیں دیا گیا۔ البتہ واپس آکر مفتی صاحب نے مولانا سلیم اللہ خانؒ کو خط لکھا۔ بہرکیف اس فتویٰ کے بعد نہ صرف عوام بلکہ خواص میں بھی مایوسی کی کیفیت پائی جانے لگی۔ بے شمار علماء کرام نے اس فتویٰ کے خلاف قلم اٹھایا مفتی ذاکر حسن نعمانی (استاذ الحدیث، جامعہ عثمانیہ، پشاور) اس حوالے سے فرماتے ہیں:

"مخالفین کی مخالفت اس حد تک بڑھ گئی کہ مروجہ اسلامی بینکاری کو قطعی غیر شرعی اور غیر اسلامی کہہ دیا، جس کی وجہ سے ہر طرف ایک تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ یہ فتویٰ صادر کرنے والوں میں ایسے مفتی حضرات بھی شامل ہیں جن کو نفس بینکنگ اور اسلامک بینکنگ کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، صرف چند حضرات کی تحقیق پر اعتماد کر کے فتویٰ پر دستخط کر دیے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا علم اور دیانت کے خلاف ہے۔ اور فتویٰ لکھنے والوں نے بھی بے احتیاطی کے ساتھ حرمت کا فتویٰ صادر کر دیا، حالانکہ ایک ماہر، تجربہ کار، وسیع النظر، دوراندیش اور صاحب بصیرت مفتی بعض نازک اور عالمگیر مسائل میں ایسا نہیں کرتا، بہت احتیاط کرتا ہے۔

پھر ان علماء کو اعتماد میں نہیں لیا جو نظریاتی طور پر ان مسائل میں گہری نظر رکھتے ہیں یا عملاً اس نظام کے ساتھ وابستہ ہیں، تاکہ طرفین ایک دوسرے کو مطمئن کر سکیں۔ اپنے گھر کے اندر اختلافات کو حل کرنے کی بجائے اختلافات اور حرمت کی گیند عوام کی طرف پھینک دی۔ حالانکہ ایک دن ضرور یہ علماء آپس میں مل بیٹھ کر ایک دوسرے کو مطمئن کریں گے۔ فتویٰ صادر کرنے سے پہلے آپس میں مل بیٹھ کر ایک متفقہ بات عوام کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت تھی، اور اگر فتویٰ صادر کرنا تھا تو پھر یوں لکھنا چاہیے تھا کہ ہماری تحقیق کے مطابق

موجودہ اسلامی بینکاری غیر اسلامی ہے۔ اگر اس نظام کے بانی اور عملاً ملوث حضرات ہمیں مطمئن کر دیں تو فتویٰ سے رُجوع کر سکتے ہیں، لیکن ان حضرات نے حرمت کا فتویٰ صادر کر کے لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ مرّوجہ بینکاری تمام علمائے کرام کے نزدیک حرام ہے، حالانکہ ہندوستان، پاکستان اور عرب علماء کی یہ رائے نہیں ہے۔" ۳۱؎

پاکستان میں اسلامی بینکاری کے خلاف فتویٰ آنے پر عوام اور خواص میں مایوسی کی کیفیت تو ضرور طاری ہوئی لیکن دوسری طرف سے اسلامی بنکاری کے حامی علماء اور ماہرین کی جانب سے تسلی بخش جوابات پیش کرنے کی وجہ سے رفتہ رفتہ یہ مایوسی ختم ہوتی چلی گئی اور لوگوں کا اطمینان بحال ہوا۔

پاکستان میں اسلامی بینکاری کرنے والے ادارے اور ان کی کارکردگی

بینک دولتِ پاکستان کے مطابق پاکستان میں اس وقت ۵ مکمل اسلامی بینک اور ۱۷ روایتی بینکوں کی اسلامی بینکاری کے لیے مختص برانچیں ملک میں خدمات انجام دے رہی ہیں اور پورے ملک میں ان برانچوں کی تعداد ۱۷۰۰ سے زائد ہے۔ ۳۲؎ ذیل میں ان بینکوں کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے جن کو دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی بینکوں نے کس قدر ترقی و پذیرائی حاصل کی ہے۔

پاکستان میں مکمل طور پر اسلامی بینکاری کرنے والے بینک یہ ہیں۔

۱۔ میزان بینک
۲۔ دبئی اسلامک بینک
۳۔ بینک اسلامی
۴۔ برج بینک
۵۔ البرکۃ

جبکہ ان اسلامی بینکاری کرنے والے بینکوں کے علاوہ روایتی (سودی) بینکوں نے بھی اپنے اپنے بینک میں اسلامی بینکاری کا ایک علیحدہ شعبہ (ونڈو) کو مختلف ناموں سے اپنے ہی بینک میں کھول لیا ہے تاکہ اگر کوئی شخص اسلامی بینکاری منتخب کرنا چاہے تو اسے کہیں اور جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ان روایتی بینکوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ (امین)
۲۔ بینک آف پنجاب (تقویٰ)
۳۔ مسلم کمرشل بینک (اسلامک بینک)
۴۔ بینک الفلاح (اسلامک)
۵۔ اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک (صادق)
۶۔ نیشنل بینک آف پاکستان (اعتماد)
۷۔ سمٹ بینک (ربافری)
۸۔ حبیب بینک لمیٹڈ (اسلامک بینکنگ)
۹۔ عسکری بینک (اخلاص)
۱۰۔ بینک الحبیب (اسلامک بینک)
۱۱۔ سلک بینک (ایمان)
۱۲۔ فیصل بینک (برکت)
۱۳۔ الائیڈ بینک (اسلامک بینکنگ)
۱۴۔ حبیب میٹرو بینک (صراط)
۱۵۔ سندھ بینک (اسلامک بینکنگ)
۱۶۔ سونیری بینک (مستقیم)
۱۷۔ بینک آف خیبر (اسلامک بینکنگ) ۳۳؎

مندرجہ بالا اداروں کی کارکردگی اور ان کی کامیابی کے حوالے سے روزنامہ جنگ، کراچی نے ایک رپورٹ شائع کی جس کے مطابق پاکستان میں اسلامی بینکاری کی ترقی وکامیابی کا تناسب دیکھا جائے تو دسمبر ۲۰۰۹ء کے اختتام تک اسلامی بینکوں کے اثاثے ۴۴ بلین سے تجاوز کر چکے تھے، اور ان میں ڈپازٹ کی مالیت ۵۳۰ بلین تھی۔ جولائی ۲۰۰۵ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ جو ایک نجی اکاؤنٹنسی فرم کے اسلامک بینکنگ ڈویژن کی مرتب کردہ تھی، اس میں بتایا گیا تھا کہ ۲۰۱۰ء کے اختتام تک پاکستان کے اسلامی بینکوں کے ڈپازٹس کی مالیت ۸۰۷ بلین تک پہنچ جائے گی اور اس کی وسعت بحرین، قطر اور کویت وغیرہ کے مقابلے میں کہیں زیادہ اضافہ ہوجائے گا تاہم پاکستان میں اسلامی بینکاری کا تناسب اس روایتی بینکاری کے مقابلے میں آٹھ فیصد ہے۔ اسٹیٹ بینک کے تخمینے کے مطابق ۲۰۲۰ء تک یہ تناسب دس فیصد تک بڑھ جائے گا۔ ۳۴؎

عصرِ حاضر میں اسلامی بینک اور ان کی کارکردگی دیکھ کر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پاکستان میں اسلامی بینکاری کا مستقبل روشن ہے۔ بینک دولتِ پاکستان بھی اسلامی بینکاری نظام کو مزید بہتر بنانے کے لیے مختلف اقدامات کر رہا ہے۔ اسلامی بینکاری کے اثرات معاشرہ میں واضح نظر آنے لگے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علماء کرام اور معاشیاتِ اسلامی کے ماہرین کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں سود کے گناہ سے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین)

خلاصہ

برصغیر بالعموم ہندوستان اور بالخصوص پاکستان کے اہل علم حضرات نے سب سے پہلے اسلامی معاشیات کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا۔ پاکستان بننے کے بعد اسلامی بینکاری کے قیام اور اس کی فروغ میں پاکستان کے اہل علم، علماء کرام اور معاشیاتِ اسلامی کے ماہرین کی کاوشیں قابل ستائش ہیں، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اسلامی بینکاری کی ترویج میں پاکستان کا کردار ہمیشہ سے قائدانہ رہا ہے۔

ان حضرات کی جدوجہد اس وقت رنگ لائے گی جب معاشرہ کا ہر طبقہ اس سے مستفید ہو۔ اسی لیے اسلامی بینکاری کے ماہرین اور بالخصوص اسلامی بینکوں میں متعین کردہ شرعی ایڈوائزروں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ محض معاشی نظام کو اسلامی بنانے کی نہیں بلکہ اسلامی بینکوں میں کام کرنے والے عملے کو اسلامی تعلیم وتربیت دینے کے ساتھ ساتھ اسلامی بینکوں کے ماحول کو بھی شرعی اصولوں پر استوار کریں اور ملت کی بہتری کے لئے پالیسیاں ترتیب دیں اور اس میں موجود خرابیوں کی نشاندہی کے ساتھ ان کو دور بھی کریں۔

اس کے علاوہ حکومت، بینک دولتِ پاکستان، علماء کرام اور معاشیاتِ اسلامی کے ماہرین کے کاندھوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ملک بھر میں کاروباری طبقہ، تدریس سے وابستہ افراد، بینکاروں اور پالیسی سازوں کے لئے آگاہی پروگراموں کا اہتمام کریں۔ اسلامک بینکنگ کورسز، ٹریننگز اور ڈگری پروگرامز کی تیاری اور ان کی فراہمی کے لئے بین الاقوامی اور ملکی اعلیٰ شہرت کے حامل تحقیقی وتربیتی اداروں اور جامعات کے ساتھ اشتراک کریں۔ عوام کے شعور اور آگہی کے لئے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو استعمال کریں کیونکہ مقصد صرف اسلامی مالیاتی نظام تشکیل دینا نہیں بلکہ پورے نظام کی اسلامی تعلیمات سے آراستہ کرنا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن، ۲:۲۷۵

۲۔ القرآن، ۲:۲۷۹

۳۔ النیشاپوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا وموکلہ، حدیث نمبر ۱۵۹۸

۴۔ محمد بن یزید ابن ماجہ، ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، حدیث نمبر: ۲۲۷۴

۵۔ فیروزالدین الحاج مولوی، جامع فیروز اللغات اردو، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ س ن، کراچی، صفحہ: "بینک سے رجوع مکرر"

۶۔ Asifulla A, Introduction to Electronic Banking, New Delhi (India), Educreation Publishing, 2011, Page No:100

۷۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات معیشت وتجارت، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۲۰۱۰ء، صفحہ نمبر ۳۰۶

۸۔ کریمی، مشتاق احمد، مولانا، بینک کا سود حلال ہے؟ شبہات-ازالہ، بہار، انڈیا، الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی، ۲۰۰۵ء، صفحہ نمبر: ۵۲

۹۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۷ء، صفحہ نمبر: ۹۶

۱۰۔ جامع فیروز اللغات اردو، صفحہ: "اسلامی بینکاری سے رجوع مکرر"

۱۱۔ ذوالفقار علی، حافظ، دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، لاہور، ابوہریرہ اکیڈمی، ستمبر ۲۰۰۸ء، صفحہ نمبر: ۱۱۲

۱۲۔ محاضرات معیشت وتجارت، صفحہ نمبر: ۳۷۴

۱۳۔ ایضاً، صفحہ نمبر: ۳۷۶، ۳۷۷

۱۴۔ ایضاً، صفحہ نمبر: ۳۸۲، ۳۸۳

۱۵۔ سہارنپوری، سید محمود احمد سرو، حکیم، پاکستان بنانے کا مقصد (افکار اقبال وقائداعظم کی روشنی میں) سے ماخوذ ایک اقتباس

۱۶۔ محاضرات معیشت وتجارت، صفحہ نمبر: ۳۸۳

۱۷۔ ایضاً، صفحہ نمبر: ۳۸۳

۱۸۔ تنزیل الرحمن، جسٹس، ڈاکٹر، سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ، کراچی، صدیقی ٹرسٹ، ۱۹۹۸ء، صفحہ نمبر: ۳۴، ۳۵

۱۹۔ ایضاً، صفحہ نمبر: ۳۵

۲۰۔ ایضاً، صفحہ نمبر: ۳۶

۲۱۔ ایضاً، صفحہ نمبر: ۳۶، ۳۷

۲۲۔ گورایہ، خالد حسین، اسلامی بینکاری ایک تاریخی اور شرعی جائزہ، کراچی، البیان، جنوری تا جون ۲۰۱۳ء، صفحہ نمبر: ۱۲

۲۳۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹیڈیز، ۱۹۹۶ء، صفحہ نمبر: ۵۶

۲۴۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، اسلامی بینکاری تاریخ وپس منظر اور غلط فہمیوں کا ازالہ، کراچی، الافنان، فروری ۲۰۰۹ء، صفحہ نمبر: ۱۶ تا ۱۸

۲۵۔ لدھیانوی، رشید احمد، مفتی، احسن الفتاوی، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، س ن، صفحہ نمبر: ۱۱۵، جلد: ۷

۲۶۔ اسلامی بینکاری تاریخ وپس منظر اور غلط فہمیوں کا ازالہ، صفحہ نمبر: ۱۹

۲۷۔ پریس ریلیز، بینک دولت پاکستان، اشاعت: بروز منگل، بتاریخ: ۴ ستمبر ۲۰۱۲ء

۲۸۔ *List of Previous Members of SBP Shari'ah Board, IBD, SBP, accessed March 03 2018 at 5:00 pm, website: http://www.sbp.org.pk/IB/shariah.asp*

۲۹۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، غیر سودی بینکاری متعلقہ فقہی مسائل کی تحقیق اور اشکالات کا جائزہ، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، مئی ۲۰۰۹ء، صفحہ نمبر: ۳۵۷، ۳۵۸

۳۰۔ دارالافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، ۲۹ شعبان ۱۴۲۹ھ، فتویٰ: (۱۹۰۔ ۲۳۶ھ)

۳۱۔ الاتقان، اسلامی بینکاری اور علماء، کراچی، شمس پرنٹنگ پریس، اگست ۲۰۰۹ء، صفحہ نمبر: ۴۷، ۴۸

۳۲۔ پریس ریلیز، بینک دولت پاکستان، اشاعت: بروز بدھ، بتاریخ: ۴ نومبر ۲۰۱۵ء

۳۳۔ *List of Islamic Banking Institutions, IBD, SBP, accessed March 03 2018 at 5:00 pm,* website: http://sbp.org.pk/IB/images/IB-Ins.pdf

۳۴۔ روزنامہ جنگ، کراچی، اشاعت: بروز جمعرات، بتاریخ: ۱۵ نومبر ۲۰۱۲ء

★★★